حضرۃ مولانا علامہ سید تصدق بخاری مدظلہ

سر سید احمد خان، محرف قرآن

(۲)

قارئین کرام غور فرمایئے سید صاحب کہتے ہیں کہ نتق کے معنی صرف ہلانے کے ہیں۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ اور عربی لغت میں نتق سے مراد پہاڑ نا اٹھانا۔ اس سے کسی کو مارنا سخت حرکت دینا کھینچنا۔ پھیلانا۔ بلند کرنا علامہ بیضاوی علیہ سحائب الرحمت والرضوان نے نتق کے معنی رفعنا ٭ وقلعنا ٭ لغت عربی اور حدیث نبوی کے مطابق وموافق کئے ہیں لیکن سید صاحب دہریت (ATHEiSTic) کی ملحدانہ ومنکرانہ روش سے اس کا انکار ہی کرتے چلے جا رہے ہیں۔

فرق۔ فرق کے معنی بھی دیکھ لیے جائیں۔

فوق نقیض تحت۔	فوق نیچے کی ضد ونقیض ہے
الفرق خلاف الجمع۔	فرق جمع کی ضد ہے فرق جدا کرنے کو کہتے ہیں۔
قال علیہ السلام۔ البیعان بالخیار مالم یتفرقا بالابدان۔	نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بائع اور اور مشتری جب تک جسمانی طور پر الگ الگ نہ ہو جائیں تو ان کو بیع توڑنے کا اختیار ہے۔
قال اللہ تعالیٰ فیہا یفرق کل امر حکیم ای یفصل۔	

اسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی معاملات کو الگ الگ نمٹایا جاتا ہے۔ غور فرمایئے فرق کے معنی الگ کرنے کے ہیں سر سیّد کی تفسیر القرآن کو جو شخص بھی کورانہ عقیدت کا قلادہ اتار کر بنظر امعان پڑھے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ موصوف نے خدا کے کلام کو اپنی محرفانہ تاویلات فاسدہ اور عقائد کاسدہ سے پہیلیوں۔ چیستانوں اور بجھاریوں کا ایک مجموعہ بنا کر پیش کیا ہے تاکہ معاندین دین حقہ خوش ہو کر ان کی عزت واکرام کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔

نیز تحریف قرآن کے ساتھ اپنے جدید مذہب کی تائید وترصیص کے لیے اور بھی چند کتابیں لکھی ہیں مثلاً۔ خلق الانسان لکھ کر رابرٹ چارلس ڈارون ولد ۱۸۰۹ء توفی ۱۸۸۲ء کے نظریۂ ارتقاء اور سر چارلس لائل ولد ۱۷۹۷ء توفی ۱۸۷۸ء کی کتاب۔ انسان کا عہد پارینہ۔ کی تصدیق کر کے قرآنی حقائق کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

الجن والجان علی ما قال فی الفرقان میں جنات کی مخلوق وموجود ہونے کا انکار

کر کے قرآن حکیم کی سیکڑوں آیات بینات کو جھٹلا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ بھی ذہن نشین کرتے چلئے کہ سر سید صاحب نے ۔تہذیب الاخلاق کے نام سے ایک مجلہ جاری کیا تھا جس کے لیے مقالات لکھنے والے بقرار ذیل حضرات تھے۔

۱۔ مولوی مہدی علی مصنف آیات بینات جن کو نواب محسن الدولہ اور محسن الملک کے القاب ملے ہوئے تھے۔

۲۔ مولوی چراغ علی۔ جو لاطینی ۔سریانی ۔عبرانی ۔سنسکرت ۔عربی ۔فرنچ ۔انگلش زبانیں جانتے تھے۔ ان کو نواب اعظم یار جنگ کے القاب ملے ہوئے تھے۔ لیکن وہ بھی عالم نہ تھے۔ اور سید کے ہم کیش تھے۔

۳۔ مولوی مشتاق حسین جن کو انتصار جنگ کا خطاب ملا ہوا تھا۔

۴۔ مولانا خواجہ الطاف حسین حالی اہلحدیث ولد ۱۸۳۸ء توفی ۱۹۱۴ء آپ عالم بھی تھے اور شاعر بھی لیکن سرسید کے ہم خیال و ہمنوا بھی تھے۔

۵۔ سید محمود صاحب پسر سر سید احمد خان۔

۶۔ مولوی ذکاء اللہ ۔مصنف تاریخ اسلام جن کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہوا تھا۔

۷۔ فارقلیط اللہ صاحب تھے ۔ان کے ۱۲۸۷ھ سے ۱۲۹۷ھ تک کے مقالات کی چار جلدیں بنائی گئیں تھیں غلطی سے ان کو لوگ سرسید کی تصنیف سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایک اور کتاب سرسید صاحب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک نظریے پر متفق کرنے کے لیے تبیین الکلام کے نام سے لکھی ہوئی ہے جس پر نہ کوئی متفق ہوا اور نہ ہونا تھا۔

ایک عام تاثر یہ ہے کہ آثار الصنادید ۔سرسید کی تصنیف ہے ۔علامہ عبدالحق حقانی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس کے صرف آخری چند صفحات سرسید کے ہیں باقی کتاب کسی اور کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا کیوں کہ میرے پاس اس کا پرانا نسخہ ہے جس کے شروع کے اوراق کہیں الگ ہو گئے ہیں اور میں نے یہ کتاب لال قلعہ میں رکھ دی ہے جس کا جی چاہے وہ نئی آثار الصنادید سے اس کا تقابل کر کے دیکھ لے۔ اصل آثار الصنادید فارسی میں ہے سرسید نے اسی فارسی کا ترجمہ کر کے آخر میں اپنے قریبی دور کے اعیان و زعما اور فن تعمیرات و عمارتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ راقم آثم نے ایک کتاب میں قدیم اہم تصانیف کا تذکرہ پڑھا تھا اس میں آثار[1] الصنادید کے مصنف کا نام مرزا حسین علی تھا۔ یا اس سے

---

[1] بزرگوں اور بادشاہوں کی نشانیاں اور تاریخی عمارتیں۔ صندید کی جمع صنادید ہے۔

ما جاتا کوئی نام تھا جس میں مرزا کا لفظ یقینی تھا مگر افسوس کہ کثرت اسفار و ہجوم کار اور بار بار کی نقل مکانی کی وجہ سے وہ مسودہ کہیں ضائع ہو گیا اور اب ان کتب کا تتبع مالا یطاق ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اصل آثار الصنادید فارسی میں تھی سرسید نے اسی کا ترجمہ کیا ہے کیوں کہ آپ فارسی دان تھے۔

یار لوگ ایک تاثر یہ دیتے ہیں چلے آ رہے ہیں کہ گستاخ و بیباک سر ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد کا جواب لکھ کر سرسید نے دین کی بڑی خدمت کی ہے، درحقیقت یہ خوش فہمی اور دھوکا ہے۔ سر سید نے الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ میں۔ سیرت النبیؐ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا ہے جو قرآن کریم کی تحریفات کر کے اس کے ساتھ کیا ہے۔ خصوصاً خطبہ یازدہم میں شق صدر کی روایات اور معراج النبیؐ پر کتاب وسنت کی مسلمہ تصریحات وارشادات کا مذاق اڑا کر سیرت پاک پر بیباک قلم سے منکرانہ چھینٹے پھینک کر گستاخ ومنکر سر ولیم میور سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ من شاء فلینظر فیہا۔ حضرت سعدی شیرازی ولد ۵۸۹ھ توفی ۶۹۱ھ کے اشعار سید صاحب پر خوب صادق آتے ہیں کہ

شنیدم گوسپندے را بزرگے رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید روان گوسفند ازوے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

ترجمہ:۔ میں نے سنا ہے کہ ایک بزرگ نے بکری کو بھیڑیئے کے منہ اور پنجے سے چھڑایا۔ رات کو خود اس کے گلے پر چھری پھیر دی بکری کی جان اس سے فریاد کرنے لگی کہ بھیڑیئے کے پنجے سے تو نے مجھے چھڑایا، جب میں نے غور کیا تو انجام کار تو خود بھیڑیا تھا۔

سرسید کی تحریرات سے یہ بات توضیح کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ عجائبات قدرت کے قطعی منکر تھے۔

سرسید بیت اللہ کی عظمت و برکت کے منکر تھے

سرسید لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھونٹے گھر میں ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے! الخ اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوئے۔ (تفسیر القرآن ص۲۱۱ ج ا ص۲۵۱ ج ا)

سرسید مزید گوہر فشانی یوں کرتے ہیں کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اسلام کا کوئی اصلی حکم نہیں ہے۔

نماز میں سمت قبلہ کوئی اصلی حکم مذہب اسلام کا نہیں ہے الخ

(تفسیر القرآن صـ۱۵۷ ج ۱ صـ۱۶۱ ج ۱ طبع اوّل)

سر سید جیسے لوگوں کے رد میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ مُبارکًا یہ وہ مقام ہے جس میں مادی اور روحانی۔ دینی و دنیاوی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں لَلَّذِی میں لام تاکید کا ہے۔ واللام توکید۔ قرطبی ملاحظہ ہو تفسیر ماجدی۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔
(آل عمران-۹۶)

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے (سب کے لیے) برکت والا اور سارے جہان کے لیے راہنما ہے۔

فِیْهِ اٰیٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا۔
(آل عمران-۹۷)

اس میں کھلے ہوئے نشان ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن سے ہو جاتا ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔
(البقرۃ-۱۲۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا۔

حضرات قارئین کرام ذرا ثلج صدر کے ساتھ غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو برکت والا۔ حرمت والا۔ اور لوگوں کے لیے مامن، امن والا قرار دیا ہے اور نبی علیہ السلام نے اس کے فضائل بتائے ہیں اور فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے والے کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن پوری امت میں ایک سر سید ہی ایسے ہیں جو اسے خام خیالی کہتے ہیں اور یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اس کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں اور ان میں سے کوئی حاجی نہیں ہوتا۔ (الامان والحذر) عظمت کعبہ کی بابت دوسری جگہ ارشاد ہے۔

جَعَلَ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ۔
(المآئدہ ۹۷ - الانعام ۸)

اللہ نے کردیا کعبہ کو جو گھر ہے بزرگی والا (حرمت والا) قیام کا باعث لوگوں کے لیے۔

قارئین کرام اس آیت میں بھی کعبہ یعنی بیت اللہ شریف کی عظمت و حرمت بیان فرمائی گئی ہے

وسری آیات بینات اور احادیث مکرمات میں بھی بیت اللہ شریف کی عزت و حرمت اور تکرمت بیان
ا۔ شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کعبہ شریف دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے قابل احترام
یوں کہ کعبہ شریف تمام روئے زمین کے انسانوں کے حق میں اصلاح اخلاق تکمیل روحانیت اور علوم
ت کا مرکزی نقطہ ہے۔ کعبہ شریف کا مبارک وجود کل عالم کے قیام اور بقا کا باعث ہے دنیا کی آبادی
وقت تک ہے جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام واکرام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔
اب سر سید کے کعبہ شریف کے متعلق گستاخانہ کلمات ایک بار پھر غور سے پڑھ کر خود ہی فیصلہ
یئے کہ وہ دین اسلام کے معتقد اور ہتاک ہیں کہ نہیں؟۔
امام الہند عظیم الدین احمد المعروف بہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی روح اللہ روحہ ولد ۴ شوال ۱۱۱۴ھ
ق ۱۷۰۳ء توفی ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ موافق ۲۰ اگست ۱۷۶۲ء نے حجتہ اللہ البالغہ میں ارقام فرمایا ہے کہ چار چیزیں
شعائر اللہ سے ہیں۔ قرآن۔ ۱۔ پیغمبر۔ ۲۔ کعبتہ اللہ۔ ۳ نماز۔ ۴۔ یاد رہے کہ کعبہ اسلام کا مرکز و محور ہے۔
ی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقوی سے مالا مال ہو۔ ارشاد ربانی ہے کہ۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ (الحج۔ ۳۲)

اور جو کوئی دین خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ ادب دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

اس آیت نے یہ بات صاف کر دی کہ جو چیزیں اللہ تعالی سے منسوب و منتسب ہیں ان کی
ظیم و تکریم عین جزو دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تو یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کے شعائر
توہین و بے حرمتی مت کرو۔ اور بیت اللہ یعنی کعبہ تو شعائر اللہ رکن اعظم ہے۔ ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ۔ (المائدہ ۲۔)

اے ایمان والو! بے حرمتی مت کرو اللہ کے شعائر (نشانیوں) کی۔ سر سید نے کعبہ کے متعلق
توہین آمیز لہجہ اختیار کیا ہے اسے دیکھ کر اب آپ خود ہی یہ فیصلہ کر لیجئے کہ کعبہ شریف کی توہین کر کے
سر سید دین میں رہے ہیں یا اس سے خارج ہو گئے ہیں کیوں کہ کعبہ شریف شعائر اللہ ہے جس کا
حترام کرنا ایمان کی جز ہے۔ ثابت ہوا کہ خدا سے منسوب یعنی اس کے نام لگی ہوئی چیزوں کا ادب و
حترام وہی کرے گا جس میں ایمان ہو گا اور جس میں ایمان ہی نہیں وہ خدا کے گھر بیت اللہ۔ کعبتہ اللہ
کو سر سید کی طرح یہی کہے گا کہ پتھر کے اس چوکھونٹے کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد
تو گھوڑے گدھے اور اونٹ بھی پھرتے ہیں ان میں حاجی کوئی نہیں ہوتا۔ معاذ اللہ۔ شعائر اللہ کی تعریف

یوں بھی کی گئی ہے کہ۔

۱۔ زمانِ عبادت :- اوقاتِ عبادت اور ایامِ عبادت اس میں داخل ہیں۔

۲۔ مکانِ عبادت :- کعبۃ اللہ۔ مساجد شعائر اللہ ہیں۔

۳۔ علاماتِ عبادت :- پیغمبران عظام۔ صحابہ کرام۔ اولیاء فخام۔ علماء حق ذوالاحتشام اس میں شامل ہیں قربانی کے جانور بھی اس میں داخل ہیں۔

سرسید مذہب اسلام سے خارج تھے

سرسید خود اپنے قلم خائن وہتاک سے ارقام فرما ہیں کہ

یہ بھی مسلّم ہے کہ قرآن مجید بلفظہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا ہے خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت تک پہنچایا جیسا کہ مذہب عام علماء اسلام کا ہے یا بلکہ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القاء کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے ملاحظہ ہو۔ تفسیر القرآن ص۳ ج ۱۔ از سرسید۔

ثلج صدر کے ساتھ غور فرمایئے کہ سید صاحب خود ہی علماء اسلام کے مذہب سے الگ اپنا ایک خاص مذہب بنا کر خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔

سرسید ملکہ وکٹوریہ کے قدموں میں

ملکہ وکٹوریہ VICTORIA بمعنی فتحیاب۔ اقبال مند۔ ملکہ ملکہ وکٹوریہ کی ولادت ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء میں ہوئی اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء میں تخت نشین ہوئی۔ ۲۰ جون ۱۸۸۷ء کو اس کا پچاس سالہ جشن JUBILEE تخت نشینی منایا گیا ۶۴ سال حکومت کر کے ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء میں فوت ہو گئی۔ سرسید ملکہ سے تقریباً دو سال بڑے تھے۔ اسی ملکہ وکٹوریہ نے وکٹوریہ کروس، فوجی تمغہ رائج کیا تھا جس پر صلیبی نشان تھا۔

۱۱۔ مارچ ۱۸۷۰ء میں سرسید نے لندن میں ملکہ وکٹوریہ سے جو ملاقات کی تھی اس کی روداد انہی کے الفاظ میں بقرار زیر ہے۔ جب ملکہ معظمہ تشریف لائیں تو میں نے بھی مثل تمام درباریوں کے اپنے نمبر پر جا کر سلام کیا۔ سلام کرنے کا دستور یہ ہے کہ ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملا کر اور بایاں گھٹنہ ٹیک کر حضور ممدوحہ کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہیں۔

ماہنامہ۔ الحق اکوڑہ خٹک۔ نومبر ۱۹۸۴ء بحوالہ۔ مسافران لندن۔ مرتبہ سرسید خان بہادر۔ مطبوعہ ترقی اردو ادب، لاہور ص۲۰۴۔